REGD. NO. P.67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
THE WEEKLY BADR QADIAN

جلد ۱۸ ۔ شمارہ ۴۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۲ر فتح (دسمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۲۷ر نبوت کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔
اسی طرح حضور کی حرم محترم، حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔

قادیان ۲ر فتح - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ ـــ قادیان میں رمضان المبارک کے ایام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے گذر رہے ہیں۔ نماز تراویح اور درس الحدیث کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ مسجد اقصیٰ میں نماز ظہر تا عصر درس القرآن کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ چنانچہ مکرم مولوی انعام صاحب غوری نے آخر سورۃ الحج کا درس دیکر اپنا حصہ مکمل کر لیا بعدہٗ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے سورۃ المومنون سے آخر سورہ یٰسین تک پانچ پارے پانچ روز میں مکمل کرلئے۔ بائیسویں روز سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سورۃ الصافات سے اپنا درس شروع فرما رہے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو رمضان کی برکات اور انوار قرآنی سے متمتع ہونے کی سعادت بخشے آمین۔

۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ ۔ ۴ر فتح ۱۳۴۸ ہش ۔ ۴ر دسمبر ۱۹۶۹ء

زیارت صالحین اور علم دین حاصل کرنے کی خاطر سفر کرنا موجب ثواب کثیر اور اجر عظیم ہے

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت اور مہتم بالشّان اغراض و مقاصد

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح پرور ارشادات کی روشنی میں

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اٹھترواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۸- ۱۹- ۲۰ر فتح ۱۳۴۸ہش مطابق ۱۸- ۱۹- ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ احباب جماعت کو اس بابرکت، اور سراسر روحانی اجتماع میں بکثرت شریک ہونے اور اس سے کماحقہٗ مستفید ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس عظیم الشان جلسہ کی عظمت و اہمیت اور بے مثال اغراض و مقاصد سے کما حقہٗ استفادہ کرنے کے بارے میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے۔ اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالےٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے۔ اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا، ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ سال میں چند روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت اور عدم موانع تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔

● ـــ اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

● ـــ نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے۔

● ـــ ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناس ہو کر آپس میں رشتۂ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔

● ـــ جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے مغفرت کی جائے گی۔

● ـــ تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی ـــ اور

● ـــ اس روحانی جلسہ میں اور بھی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں۔ اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسر آجائے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

(آسمانی فیصلہ)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اٹھترواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۸- ۱۹- ۲۰ر فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸- ۱۹- ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۴ فتح ۱۳۴۸ ہش

رمضان شریف کا آخری عشرہ مبارکہ

رمضان شریف اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آیا اور گنتی کے یہ مبارک دِن یکے بعد دیگرے گزرتے چلے گئے ۔ اب دو تہائی حصّہ تمام ہُوا ۔ آخری عشرہ باقی رہا ۔ اس مہینے کی عجب کیفیت ہے ۔ جوں جوں اس کے دِن گزرتے جاتے ہیں اور گنتی کے لحاظ سے اس کے باقی ماندہ ایام کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے ، اس کی برکات میں برابر اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔ حتیٰ کہ آخری عشرہ کی شان پہلے عشرہ کے مقابلہ میں کہیں بڑھی ہوئی بیان ہوئی ہے ۔ اس کی مثال اگر ہم مادی دُنیا میں تلاش کرنا چاہیں تو ہمارے سامنے اس دُودھ کی ہے جس کو جُوں جُوں گرم کیا جاتا ہے وہ گاڑھا ہوتا جاتا ہے ۔ بظاہر اس کا پھیلاؤ سُکڑ رہا ہوتا ہے ۔ مگر اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔ آخری مرحلہ پر عرفِ عام میں کھویا کہلاتا ہے ۔ یہ کیا ہے ؟ دُودھ کے جزوِ اعظم کے فنا ہو جانے کے بعد اس کا خُلاصہ اور نچوڑ ہے ۔ یہی حالت رمضان شریف کی رُوحانی تپش کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے کہ ایک عابد کی رُوح آستانۂ الٰہی پر جھکنے اور اظہارِ عبودیت کرنے کے بعد آہستہ آہستہ اُس کی تمام آلائشیں دُور ہو جاتی ہیں ۔ جب اس ریاضت اور عبادت پر مہینہ کا معتدبہ حصّہ گُزر جاتا ہے تو اس کی رُوح پاک و صاف ہو کر ایسا خلاصہ تیار ہو جاتا ہے جو لَیْلَۃُ الْقَدْر کے موقعہ پر دربارِ اُلوہیّت تک پہنچنے کے لئے خالص ہو جاتی ہے ۔

حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ "اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ دار کا روزہ میری خاطر ہوتا ہے اور مَیں ہی اس کی جزاء ہوں ۔ مطلب یہ کہ چونکہ روزہ دار نے میری رضا اور خوشنودی کے حصُول کے لئے ہی روزے کا التزام کیا تھا اسلئے اس کی اس نیّت کے مطابق میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا ۔ اور اس کی مُراد پوری کر دوں گا ۔ اس پُر لطف مطلب کے ساتھ ایک یہ صورت بھی اس حدیثِ قدسی کی بیان کی جاتی ہے کہ ایک بندہ جو ہر قسم کی احتیاجوں کا مجموعہ ہے قدم قدم پر اُسے بیرونی سہارے کی ضرورت ہے ۔ اس کی زندگی اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک کہ اُسے برابر غذا ملتی رہے ۔ لیکن خدا تعالےٰ کے حکم اور اس کی خوشنودی کے حصُول کے لئے بسا اوقات اس کے مومن بندے کچھ وقت کے لئے اپنے نفسوں پر ایسی حالت وارد کر لیتے ہیں ، کہ اس عرصہ میں نہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں بلکہ بعض قسم کی جائز شہوات سے بھی اپنے تئیں مجتنب رکھتے ہیں ۔ اس طرح کچھ وقت کے لئے وہ گویا خدا کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اگرچہ بندے ہونے کے لحاظ سے اُن کی ایسی کیفیت محدود وقت تک کے لئے ہی ممکن ہے ، تاہم اپنے پر مشقّت اور تکلیف وارد کر کے ایسا رنگ دکھاتے ہیں ۔ اس موقعہ پر خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی خلوصِ نیّت کے ساتھ ایسا کرتا ہے مَیں اس کا خود بدلہ ہوتا ہوں ۔ یعنی چونکہ ایسا کرنے کے ساتھ اُس مخلص بندۂ الٰہی کی غرض اپنے ربّ کی جستجو اور تلاش ہوتی ہے تب وہ اپنی رُوح کی پاکیزگی کے مطابق اپنے اس مقصد میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے ۔ اور خُدا اُسے مل جاتا ہے ۔ اس کی تائید قرآن کریم کی آیتِ کریمہ کے اس حصّہ سے ہوتی ہے جس میں فرمایا کہ :-

اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ

کہ جب اس بابرکت مہینہ میں میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں ۔ تو اُن کو بتا دو کہ مَیں قریب ہُوں ـــــ اور علامت اس کی یہ بتائی کہ

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

مَیں خصُوصی دُعائیں کرنے والے کی دُعائیں قبُول کرتا ہوں ۔ اس نسخہ کو آزما کر دیکھ لے ۔ جب بھی وہ میرے حضُور اس رنگ میں دُعا کرے گا مَیں اُسے درجہ قبولیت عطاء فرماؤں گا ۔ ـــــ گویا رمضان شریف میں قربِ الٰہی کا مقام جو ایک بندۂ ناچیز کو میسّر آجاتا ہے تو اس کی ایک واضح اور ظاہر و باہر علامت یہ بھی ہے کہ اس کی عاجزانہ دعائیں قبول ہوتی ہیں ۔ اور یہ چیز رمضان کی برکات کا بہت بڑا ثمرہ ہے ، اور بے نظیر عطیہ مبارک ہے وہ

روزہ دار کو چاہیئے کہ خُدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام

"روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بُھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے ۔ اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں ۔ خدا تعالےٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو ۔ اور دُوسری کو بڑھاؤ ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں کہ بھُوکا رہے بلکہ اُسے چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو ۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے ۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں ۔ جس سے دُوسری غذا انہیں مل جاوے ۔" (ملفوظات)

اِنسان جسے اس سے وافر حصّہ مل گیا ـــــ !!

اِس عشرہ مبارکہ کے سِلسلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے متعلق آتا ہے کہ جب حضورؐ آخری عشرہ رمضان میں پہنچ جاتے تو :-

شَدَّ مِئْزَرَہٗ اَحْیٰی لَیْلَہٗ وَ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ -

کہ حضُور علیہ السّلام ذکرِ الٰہی اور عبادت میں زیادہ انہماک دکھلاتے اور انقطاع اِلی اللہ کی کیفیت اس قدر بڑھ جاتی کہ اس عشرہ مبارکہ کی راتوں میں ایک خاص قسم کی زندگی کی جھلک دکھائی دیتی ۔ پھر نہ صرف خود عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتے بلکہ اپنے ساتھ اپنے اہلِ خانہ کو بھی شریک فرماتے ۔ یہ ہے نمونہ محبوب آقا کا ۔ ہر مومن بھی اس کی اقتداء میں بابرکت دِنوں میں زیادہ مستعدی کے ساتھ انقطاع کا نمونہ دکھاتا اور ان برکات کا اُمیدوار ہوتا ہے جو ان سے وابستہ ہیں ۔

"لیلۃ القدر" کی بشارت بھی اسی آخری عشرہ مبارکہ میں دی گئی ہے ۔ قرآن کریم نے اسی قابلِ قدر رات کی عظمت کے بارے میں فرمایا ہے کہ :-

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۔

کہ یہ رات گنتی کے اِعتبار سے ہوتی تو ایک ہی رات ہے ۔ لیکن گوناں گوں برکات اور فیوض کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے ۔ بلاشبہ جس کسی خوش نصیب کو اس ایک رات میں خدا کی خوشنودی حاصل ہو گئی ، اس کی عبادت اس مقام اور مرتبہ کو پہنچ گئی جو بارگاہِ ربّ العزّت میں درجہ قبولیّت پا گئی تھی ۔ اس کی قدر و قیمت بلاشبہ ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہے ۔

خدائی رنگ میں رنگین ہونے کے سِلسلہ میں ایک صورت تو وُہ ہے جو ایک بندۂ ناچیز بھوک پیاس کی شدّت برداشت کرتے ہوئے اور اپنے دُوسرے جذبات کو محض اس کی رِضاجُوئی کیلئے ضبط میں رکھتا ہے ۔ اس میں ایک صورت تبتّل کی بھی ہے ۔ گو اسلام نے لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ ۔ کہہ کر مستقل رنگ کی رہبانیت کو ناجائز قرار دے دیا ۔ لیکن ایک عارضی اور محدُود الوقت تبتّل کی صُورت رمضان کے اس عشرۂ اخیرہ میں رکھ دی گئی ہے ۔ جسے اسلامی اصطلاح میں اعتکاف سے یاد کیا گیا ہے ۔ جبکہ ایک روزہ دار آخری عشرہ میں اُسی کے گھر میں اپنا ڈیرہ لگا لیتا ہے ۔ اور روزہ کے ساتھ ہمہ وقت اس کی طرف متوجہ رہتا ہے ۔

اگرچہ انفاق فی سبیل اللہ کی نیکی کا سارے رمضان شریف کے ساتھ تعلق ہے اور صدقۃ الفطر

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

حقیقی عبادت کا آٹھواں تقاضا یہ ہے کہ انسان کی ساری تدابیر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ہم رنگ ہو جائیں

مدبّر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے اسی کی تدابیر زمین و آسمان پر حاوی ہیں

اگر ہم اپنی تدابیر کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے رنگ میں رنگین کر لیں تو ہمیں خوشحال اقتصادی زندگی حاصل ہو سکتی ہے

مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (البیّنہ) کی نہایت لطیف اور پُرمعارف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۵؍ وفا ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۵؍ جولائی ۱۹۶۹ء بمقام مسجد نور راولپنڈی

(مرتبہ: مکرم یوسف سلیم صاحب ایم۔ اے۔ رکن شعبہ زود نویسی)

تشہد و تعوّذ کے بعد حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا:۔

اسلامی تعلیم اسلامی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتی اور انسان کی

تمام قوتوں اور قابلیتوں کی کامل نشوونما

کرتی ہے۔ میں گزشتہ متعدد خطبات سے اسلام کے اقتصادی نظام کو ایک خاص نقطۂ نگاہ سے بیان کر رہا ہوں۔ میں نے بتایا تھا کہ جس طرح ہر دوسرے شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والی اسلامی تعلیم عبادت کے سب تقاضوں کو پورا کرتی اور اس مقصد کے حصول میں مدد و معاون ہوتی ہے اور اس پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے مقصدِ حیات یعنی اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ محبت اور قرب کا تعلق حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح اقتصادیات کا بھی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق ہے۔ اس شعبۂ زندگی کے متعلق بھی انسان کو ایک کامل اور مکمل تعلیم دی گئی ہے اور جو اسلامی ہدایات اقتصادی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں وہ درحقیقت عبادت ہی کا ایک حصہ اور عبادت کے سب تقاضوں کو باحسن وجوہ پورا کرتی ہیں۔

میں نے بتایا تھا (کچھ خطبات چھپ بھی چکے ہیں) کہ قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ

"وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ"

(البیّنہ ۹۸: ۶)

میں مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ میں ایسے گیارہ

تقاضوں کا ذکر ہے

جن کا حقیقی عبادت سے تعلق ہے۔ اس حقیقی عبادت کا تعلق ہماری زندگی کے ہر شعبہ سے، انسان کے ہر فعل بلکہ اس کی ہر حرکت اور سکون سے بھی ہے۔ غرض اسلام کا اقتصادی نظام بھی حقیقی عبادت کے ان تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ جن کا ذکر مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ میں پایا جاتا ہے۔

آج میں حقیقی عبادت کے جس تقاضے کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ ان گیارہ تقاضوں میں سے

آٹھواں تقاضا ہے

لغت میں "الدّین" کے ایک معنی تدبیر کے بھی کئے گئے ہیں۔ پس اس لحاظ سے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کے معنے یہ ہوں گے کہ اے بنی نوعِ انسان! انہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور اس عبادت کے سب تقاضوں کو پورا کرو۔ منجملہ ان تقاضوں کے ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ تمہاری ساری کی ساری تدابیر اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کا رنگ رکھنے والی ہوں۔

قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ مدبّرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔

وہی ساری تدابیر کا سرچشمہ اور منبع ہے

وہی سارے عالمین یعنی آسمانوں اور زمین پر اسی کی تدبیر محیط ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ"

(الرعد ۱۳: ۳)

کہ اللہ تعالیٰ ہر امر کے متعلق تدبیر کرتا ہے اور اس کا انتظام کرتا ہے اور وہ یہ انتظام اس لئے کرتا ہے کہ وہ مخلوق جسے اس نے اختیار دیا ہے، عقل و سمجھ اور فکر و تدبّر کی قوت عطا کی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس تدبیری نظام میں بہت سی نشانیاں اور علامات اور نمونے قائم ہو جائیں تاکہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لے تو لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ کی رُو سے اس کا اللہ تعالیٰ سے ایک قرب، ایک محبت کا تعلق قائم ہو جائے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ پس غور و فکر کرنے والا انسان اس یقین پر قائم ہو جاتا ہے کہ یہ سارا کارخانۂ عالم اور یہ سارا الٰہی نظام واقعی اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے بے شمار پہلوؤں پر مشتمل ہے اور اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے قرب کے لئے، اپنے وصل کے لئے پیدا کیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۂ سجدہ میں فرماتا ہے:۔

"يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ" (آیت ۶)

اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو قائم کرنے کے لئے تدبیر کرتا ہے منصوبہ بناتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ

اللہ تعالیٰ کا منصوبہ

انسان کے منصوبے سے بہت ہی مختلف ہوتا ہے۔ انسان کو بہت سے تدابیر شمار کرنی پڑتی ہیں۔ گھنٹوں سوچنا پڑتا ہے دوسروں سے مشورے لینے پڑتے ہیں۔ اور جو حقیقی مومن ہیں ان کو بڑی دعائیں کرنی پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے تب جا کر انسانی منصوبہ بنتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی نہیں وہ تو زمان و مکان کی قیود سے بالا ہستی ہے۔ وہ اپنی تدبیر کا ایک سیکنڈ میں (اگرچہ سیکنڈ کا تعلق وقت سے ہے اور یہ محاورہ غلط سہی لیکن اپنے مفہوم کو سمجھانے کے لئے اس کے بغیر چارہ نہیں۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں یا کروڑویں حصہ یا جو بھی کہہ لیں اس کے اندر) اپنی تدبیر کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ "كُنْ فَيَكُوْنُ" والا معاملہ ہوتا ہے۔

بہرحال ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو جاری کرنے کے لئے تدبیر کرتا ہے اور اس کی یہ تدابیر آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔ اس لئے

حقیقی تدبیر کرنے والی ہستی

اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسری مخلوق سے جداگانہ قوتیں اور استعدادیں دی ہیں۔ ایک بہت بڑی قوت اور قابلیت ہے مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس رنگ میں استعدادیں بخشی ہیں اس قسم کی قوتیں دوسری مخلوق یعنی جانداروں وغیرہ کو نہیں عطا کئے حالانکہ حیوانات کی دوسری انسان اور دوسرے جاندار بظاہر ایک جیسے اور مشترک القویٰ نظر آتے ہیں لیکن جس رنگ

پس اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی قویٰ اور قابلیتیں بخشی ہیں۔ اس رنگ میں جانوروں کو طاقت اور قابلیت عطا نہیں کی۔ کیونکہ ایک انسان کو جو جسمانی قوت، قابلیت اور استعداد دی گئی ہے اس کا اثر اس کے اخلاق پر پڑتا ہے لیکن ایک ہرن کو جو جسمانی قوت اور طاقت دی گئی ہے اس کا اثر اس کے اخلاق پر نہیں پڑتا کیونکہ

اخلاق کا تعلق انسان سے ہے

ہرن سے نہیں۔ انسان کو جو جسمانی قوتیں عطا ہوئی ہیں ان کو صحیح یا غلط نشوونما کے نتیجہ میں اس کا ذہن بھی متاثر ہوتا ہے اس کے اخلاق بھی متاثر ہوتے ہیں اور اس کی روحانیت بھی متاثر ہوتی ہے لیکن ایک ہرن یا کسی دوسری جاندار چیز کے ذہن یا اخلاق یا روحانیت کے متاثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جانوروں کی ذہنی نشوونما صرف عادت یا تجربے سے تعلق رکھتی ہے۔ عقل و فکر اور تدبر و بیان کی قوت انہیں حاصل ہی نہیں۔ یہ شرف صرف انسان کے حصہ میں آیا ہے پس چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علاوہ جسمانی قوتوں اور قابلیتوں کے اُسے ذہنی اور اخلاقی اور روحانی قوتیں اور قابلیتیں بھی عطا کی تھیں اور ساتھ ہی ہر قسم کی کامل نشوونما کے سامان بھی پیدا کئے گئے اور اس سے الٰہی منشاء یہ تھا کہ انسان جہاں اپنی جسمانی قوتوں کی نشوونما کو اس کے کمال تک پہنچائے وہاں وہ اپنی ذہنی۔ اپنی اخلاقی اور اپنی روحانی قابلیتوں کو بھی ان کے نشوونما کے کمال تک پہنچائے۔ اس کے لئے انسان کو کسی حد تک آزادی اور اختیار دینا ضروری تھا اور چونکہ اختیار دینا تھا اس لئے یہ بھی ضروری تھا کہ اس کے لئے ہدایت یا رہنمائی کے سامان مہیا کئے جائیں تا کہ اس ہدایت کی رہنمائی میں اُس کی تمام قوتوں کی کما حقہ نشوونما ہو سکے۔ اور وہ

بنیادی ہدایت یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔ یہی وہ بنیادی ہے جس کا تمام انبیاء پرچار کرتے رہے ہیں ہر ایک امت نے اپنے وقت میں اپنی قوتوں کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے اس ہدایت سے فائدہ اُٹھایا لیکن اُمتِ محمدیہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کے نتیجہ میں اور اس کامل ہدایت کی وجہ سے جو آپ پر نازل ہوئی خیر امت قرار دی گئی۔ اس تعلیم سے امتِ محمدیہ نے سب سے زیادہ فائدہ اُٹھایا اور انہیں اُٹھانا بھی

چاہیئے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم سے باہر اس قسم کی کوشش کہ انسان اپنے رب کی صفات کا کامل طور پر ہمرنگ بن جائے اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق کا لباس جسے ہم لباس تقویٰ بھی کہتے ہیں۔ پہن لے۔ یہ شرف امتِ محمدیہ کے باہر ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ دوسرے مذاہب کے پاس کامل شریعت نہیں ہے

پس اللہ تعالیٰ نے چونکہ صرف جسمانی نہیں بلکہ ذہنی اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما کے سامان بھی پیدا کئے ہیں اس لئے جہاں تک انسان کا تعلق تھا اللہ تعالیٰ نے

تدبیر کامل کے ایک حصّہ کو انسان کے لئے چھوڑ دیا

لیکن جہاں تک دوسری مخلوق مثلاً جانوروں اور پودوں کا تعلق تھا۔ پتھروں اور ہیروں اور جواہرات کا تعلق تھا اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں پر اپنی تدبیر کا کامل جلوہ ظاہر فرمایا۔ انکی ساخت و پرداخت ہی کسی اور کی بدتدبیری یا انکی اپنی تدبیر کی کوئی ضرورت باقی نہیں رکھی ہر چیز کی جتنی اور جس رنگ کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ضروری سامان پیدا کر دیئے۔ مثلاً ہرن ہی کو دیکھ لیجئے اس کے کھانے کی جو ضرورت تھی اس کے سامان پیدا کر دیئے گئے ان کے لئے یہ ضرورت باقی نہیں رہی کہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کوئی انتظام وہ خود بنائے۔ یہی حال دوسری مخلوق کا ہے کیونکہ ان کو وہ عقل نہیں دی گئی جو انسان کو دی گئی ہے ان کو وہ اخلاقی قوتیں اور استعدادیں نہیں عطا کی گئیں جو انسان کو عطا کی گئی ہیں۔ ان کو وہ روحانی قوتیں اور قابلیتیں نہیں دی گئیں جو انسان کو عطا ہوئی ہیں۔ پس یہ جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتیں اور استعدادیں صرف انسان کو بخشی گئی ہیں۔ ان قوتوں کی نشوونما کے لئے ضروری تھا کہ انسان کو اختیار دیا جائے اور پھر اسکو کہا جائے کہ یہ راستہ ہدایت کا ہے اور یہ راستہ گمراہی کا ہے۔ ہدایت کے راستہ پر چلو گے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کر لو گے اپنی قوتوں کی انکی نشوونما کے کمال تک پہنچا سکو گے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں یہ قوتیں اسی لئے ودیعت کی ہیں کہ وہ اس کا قرب حاصل کرے کیونکہ جو شخص اپنی ہر قسم کی قوتوں اور استعدادوں کو صحیح راہوں پر پرورش کر کے ان کی نشوونما کے کمال تک پہنچاتا ہے وہی کمالِ قربِ الٰہی کو حاصل

کر سکتا ہے ورنہ اس کے بغیر قربِ الٰہی کا حصول ممکن ہی نہیں۔ پس چونکہ انسان کی ہر قسم کی قوتوں اور استعدادوں کی کامل نشوونما مطلوب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ میں انسان کو بھی شامل کیا اور کہا کہ اے انسان! میں نے تجھے ہر دوسری مخلوق پر فوقیت بخشی ہے۔ دوسری مخلوق کے لئے تدبیر کرنا ضروری نہیں لیکن تیرے لئے ضروری ہے کیونکہ تیری کامیابی اسکے بغیر ممکن ہی نہیں لیکن تیری ہر تدبیر مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے مطابق خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہیئے۔ اگر تیری تدبیر خالصتہً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوگی تو پھر تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ تو اپنی قوتوں اور قابلیتوں کی صحیح نشوونما نہیں کر سکے گا۔

سورۃ سجدہ میں

مذکورہ آیت سے پہلے اور بعد کی بہت سی آیات میں دراصل یہی مضمون بیان ہوا ہے چونکہ خطبہ میں زیادہ لمبا مضمون بیان نہیں ہو سکتا اس لئے میں نے اس میں سے بعض ٹکڑے منتخب کر لئے ہیں۔ شاید ان میں سے بھی مجھے کچھ چھوڑنے پڑیں گے غرض سورۃ سجدہ کی اس چھٹی آیت میں بتایا کہ مدبر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہی آسمانوں اور زمین کی تدبیر میں لگا ہوا ہے۔ اس کے بعد آٹھویں آیت میں فرمایا

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ۔

کہ اللہ تعالیٰ نے جو مدبرِ حقیقی یعنی آسمانوں اور زمین کی تدبیر میں لگا ہوا ہے۔ جو کچھ بھی پیدا کیا ہے انکی طاقتوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہمیں ہر چیز میں ایک تدریجی ارتقاء نظر آتا ہے۔ درخت میں بھی اور جانداروں میں بھی تدریج کا اصول جاری ہے حتیٰ کہ اگر ہم اپنی نظر کو زمانہ کی وسعتوں میں پھیلا کر دیکھیں تو ہمیں صاف پتہ لگتا ہے کہ جمادات میں بھی

تدریجی ترقی کا اصول

کارفرما ہے۔ مثلاً زمین سے ارتقائی مدارج طے کرنے کے بعد کوئلہ اور ہیرے اور جواہرات بھی بنتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے کہ میں نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس میں بڑی طاقتیں رکھی ہیں۔ میری تدبیر کے نتیجہ میں میری مخلوق کی قابلیتیں اجاگر ہوتی ہیں۔ اور ان کی طاقتوں کی صحیح نشوونما ہوتی ہے میری تدبیر کے نتیجہ میں اور میری ہی منشاء کے مطابق ہر چیز اپنی شکل اختیار کرتی ہے

ایک یہ ہیرا ہے کتنے نامعلوم سالوں اور زمانوں میں سے گذر کر وہ ہیرا بنا اسی طرح صدیاں گذر جانے کے بعد کہیں جا کے پتھر کا کوئلہ کوئلہ بنتا ہے۔ لیکن جو چیز پتھر کا کوئلہ بنتی ہے وہ کوئلہ نہیں بن سکتی تھی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر یہ حالت نہ رکھتا اور اس طاقت کے نشوونما کے سامان نہ پیدا کرتا۔

اس بیان یدبر الامر کے بعد ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ

ہر چیز کا مربی اور مدبر اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے

جو بھی منصوبہ اس وقت دُنیا کی ہر مخلوق پر حاوی اور حاکم ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کارفرما ہے جس کے نتیجہ میں ہر چیز کی اعلیٰ طاقتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں لیکن انسان دوسری مخلوق سے مختلف ہے۔ چنانچہ انسان کے متعلق اسی سورۃ کی دسویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝

ہم نے انسان کو مکمل طاقتیں دی ہیں اور جیسا کہ ہمیں دوسری جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو جو طاقتیں عطا ہوئی ہیں ان کا تعلق صرف انسانی جسم سے نہیں بلکہ اس کے ذہن سے بھی ہے اس کے اخلاق سے بھی ہے اس کی روحانیت سے بھی ہے۔ دوسری مخلوق کو صرف جسمانی طاقت ملی ہے۔ جبکہ انسان کو یہ چاروں قسم کی طاقتیں ملی ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ایک حد تک انسانی ذہن سے کچھ خفیف سا ملتا جلتا ذہن جانوروں کو بھی ملا ہے لیکن وہ انسانی ذہن سے اتنا مختلف ہے اور اس میں اتنا فرق ہے کہ ہم اس کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ مثلاً انسان کے علاوہ کوئی جانور چاند پر جانے کا سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن انسان نے سوچا اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کو سمجھا اور ان سے فائدہ حاصل کیا اور

چاند تک پہنچ کر

واپس بھی آگیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہ صرف جسمانی طاقتیں دی ہیں بلکہ ذہنی اخلاقی اور روحانی طاقتوں سے بھی نوازا ہے اور اس طرح انسان کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں ایک ارفع مقام عطا کیا ہے۔ اسلئے فرمایا کہ میں نے ان طاقتوں کو عطا کرنے کے بعد ان کی کامل نشوونما کے

لئے صرف وہ سامان پیدا نہیں کئے جو نیز انسان کی طاقتوں کے لئے پیدا کئے گئے تھے بلکہ ایک نیا سامان بھی پیدا کیا ہے اور وہ نفخ روح ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ سب طاقتیں دینے کے بعد اسے فرمایا کہ میں یہ طاقتیں بخشے دیتا ہوں اگر تو ان کی صحیح نشوونما کرے اور اس نشوونما کو کمال تک پہنچا سکے تو آخری نتیجہ یہ نکلے گا کہ تو میرا ایک پیارا بندہ بن جائے گا لیکن تو اپنی قوتوں اور طاقتوں کی صحیح نشوونما نہیں کر سکتا جب تک تجھے میرا الہام اور وحی کی روشنی حاصل نہ ہو۔ اس لئے میں نے تیرے لئے یہ سامان بھی پیدا کر دیا ہے تاکہ یہ نعمت میسر آ جانے کے بعد تیرے لئے یہ ممکن ہو جائے کہ تو اپنی طاقتوں کو اس رنگ میں کمال تک پہنچائے کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہو جائے یہ شرف انسان کو نفخ روح یعنی الٰہی کلام کے نازل ہونے کے نتیجہ میں عطا ہوتا ہے۔ ہر زمانے کے لحاظ سے انسان بحیثیت نوع جس قدر اپنی قوتوں کو کمال تک پہنچا سکتا تھا اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جس الہام کی ضرورت تھی جس ہدایت کی ضرورت تھی وہ اس کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ عطا کی جاتی رہی اور پھر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل

اور آپ کے ذریعہ سے وہ کامل ہدایت اور اکمل شریعت اور اعلیٰ تعلیم نازل ہوئی کہ اگر انسان اس پر عمل کرے تو انسانیت کے کمال کو پہنچ کر اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ بن سکتا ہے۔ یہ بلند مرتبہ پہلی امتوں کے لئے ممکن ہی نہیں تھا پہلی امتوں اور امت محمدیہ کے درمیان بلحاظ مرتبہ و مقام کے فرق کو ہم نے دوسری آیات سے لیا ہے۔ نہ جیسے آیت زیر بحث میں عام معنی مراد ہیں یعنی ہر زمانہ کے انسان کو بحیثیت انسان یہ چار قسم کی قوتیں اور طاقتیں عطا ہوتی رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسان دیکھ میں نے تجھے جسمانی، ذہنی اخلاقی اور روحانی قوتوں سے سرفراز کیا ہے اور پھر ان کی صحیح نشوونما کے لئے خود تیری رہنمائی کی ہے خود تیری انگلی پکڑی اور تجھے ایسی آنکھیں دی ہیں جو دوسری مخلوق کو عطا نہیں ہوئیں ویسے شاید ہمارے بچے حیران ہوں کہ آنکھ کی عطا کا صرف انسان پر ذکر کیوں کیا جا رہا ہے حالانکہ ہرن کو بھی تو آنکھ دی گئی ہے عقاب کو بھی آنکھ دی گئی ہے اور مرغی کو بھی آنکھ دی گئی ہے۔ تمام پرندوں چرندوں کو آنکھیں دی گئی ہیں جن کے ذریعہ دیکھنے والے بعض پرندے تو اتنی دور تک کو آنکھیں دی گئی ہیں لیکن یہاں عام طور پر مخلوقات کو ہی آنکھیں دی گئی ہیں اُن کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہاں اس آنکھ کا ذکر ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا یعنی وہ بینائی اور اندھا پن جس کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کی وحی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انقلاب کو دیکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنی قوتوں کو وہ کمال حاصل نہیں ہو سکتا جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ میں نے تمہیں کان دیئے ہیں جن سے تم میری وحی کو سن سکتے ہو۔ میں نے تمہیں آنکھیں دی ہیں جن سے تم اپنی بصارت اور بصیرت کے نتیجہ میں میری آیات کو دیکھ سکتے ہو میں نے تمہیں ایسا دل عطا کیا ہے کہ کان اور آنکھ کے ذریعہ سے جو تم علم حاصل کر سکتے ہو اس سے وہ صحیح نتیجہ نکال سکتا ہے گویا انسان ان قوتوں کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچ سکتا ہے ہر فرد اپنے کمال کو پہنچ سکتا ہے ہر قوم اپنے کمال کو پہنچ سکتی ہے بنی نوع انسان اپنے کمال کو پہنچ سکتے ہیں۔ مسلمان قرآن کریم کے پہلے مخاطب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غیروں سے ممتاز کرنے کے لئے فرقان بخشا ہے۔ اسلام مسلمان سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ قرآنی تعلیم پر عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی بندہ بن جائے گا۔ اور اس کی عبادت کے تمام تقاضوں کو پورا کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی لازوال محبت اُسے ملے گی جو کسی غیر کو مل ہی نہیں سکتی لیکن باوجود اس کے کہ ہم نے تمہیں غیر سے ممتاز کیا ہے۔ پھر بھی قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ تم میں سے بہت تھوڑے ہیں جو میرے شکر گذار بندے بنتے ہیں۔ ویسے تو قرآن کریم کے مخاطب تمام بنی نوع انسان ہیں لیکن قرآن کریم جب اپنے مخاطب سے بات کر رہا ہو یا اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے ذریعہ اپنے بندے سے بات کر رہا ہو تو کبھی وہ ایک گروہ کو مخاطب کرتا ہے کبھی وہ دوسرے گروہ کو مخاطب کر لیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم

اس کے ایک معنی یہ بھی کر سکتے ہیں

کہ مسلمان کو مخاطب کر کے کہا جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ تمہیں کان دیئے ہیں آنکھیں دی اور تمہیں دل دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو سنو اس کے نشانوں کو دیکھو اور پھر صحیح نتیجہ اخذ کرو۔ اپنی قوتوں اور استعدادوں کی کما حقہٗ نشوونما کر کے اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرو۔ تم بڑے ہی خوش بخت انسان ہو جنہیں اسلام جیسا مذہب ملا۔ اس پر عمل کرنے کی توفیق ملی اور اس پر عملی پیرا ہونے کا جو انعام ہے یعنی محبت الٰہی وہ تمہیں نصیب ہوئی لیکن اے وہ بدبخت انسان تو نے قرآن کریم کی آواز پر لبیک نہیں کہا تو کتنا بدبخت ہے۔ فطرت کی آواز پر تو نے کان نہیں دھرے۔

اللہ تعالیٰ کی وحی کے نتیجہ میں

ایک انقلاب عظیم بپا ہوا اور تو نے اُسے وقوع پذیر ہوتے دیکھا۔ اور تو نے اپنے گردوپیش کے حالات سے وہ نتیجہ نہ نکالا جو ایک صحیح دل نکال سکتا تھا۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر اتر آیا۔ تو نے اس کی قرب کی راہوں کی بجائے اس سے دوری کی راہوں کو اختیار کر لیا اور اس طرح تو اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہا جس مقصد کے لئے تجھے پیدا کیا گیا تھا

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے سورہ سجدہ کی اس مذکورہ بالا آیت اور اس سے پہلی آیتوں کو ملا کر کیونکہ سارا مضمون ایک ہی چل رہا ہے، میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ انسان کو

ہر لحاظ سے کامل اور مکمل طاقتیں عطا

ہوئی ہیں اور پھر ان طاقتوں کی کما حقہٗ نشوونما کے لئے یہ سامان بھی پیدا کیا کہ اس کے لئے اپنی وحی کی روشنی کا حصول ممکن بنا دیا۔ انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ چاہے اور اس کے دل میں اپنے رب کی محبت حاصل کرنے کی خواہش بھی موجزن ہو تو وہ اپنے اس مقصد تخلیق میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے انسانی طاقتوں کی صحیح نشوونما کے لئے اسے کان دیئے۔ گویا کان کا ایک چشمہ جاری کیا اور جیسا کہ دوسری جگہ سے ہمیں پتہ لگتا ہے یہ چشمہ اپنی پوری روانی کے ساتھ اپنی پوری وسعتوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی وجود مبارک سے نکلا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محض الہام تمہیں میرے قرب کا وارث نہیں بنا سکتا تھا۔ کیونکہ الہام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ یہ تو شہد کی مکھی کو بھی ہوتا ہے لیکن قرب الٰہی کا جو مقام انسان کو حاصل ہو سکتا ہے اور عملاً بہت سے انسانوں کو حاصل ہوا اور بالآخر رسول کریم کے وجود میں اپنے عروج کو پہنچا وہ شہد کی مکھی کو تو حاصل نہیں ہو سکتا۔

الہام کا چشمہ جاری کیا ہے

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

کو تیرے اندر وہ مطلوبہ طاقت ہونی چاہئے کہ جس رنگ میں تجھے اللہ تعالیٰ کا الہام سننا چاہیئے۔ اس رنگ میں اور پھر ساتھ ہی جس رنگ میں اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھنا چاہیئے۔ اس رنگ میں دیکھے۔ اور پھر اس سے ایک صحیح نتیجہ نکالے تو ہی کامیاب بھی ہو جاتے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر گذار بندہ بننے کا راز اسی میں مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی وحی پر غور کرنے اور اس کی آیات کو دیکھنے کے بعد انسانی دل مختلف منصوبے بناتا ہے بعض منصوبے اس کے دل کے جسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض اس کے ذہن سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض اس کے اخلاق سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض اس کی روحانیت سے تعلق رکھتے ہیں ہم اس وقت اس منصوبے کی بات کر رہے ہیں۔ جو اس کے جسم سے تعلق رکھتا ہے ویسے یہ سارے منصوبے درحقیقت ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ لیکن ہم اس وقت اس کی ایک کڑی یعنی اقتصادی نظام کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک دوسری جگہ فرمایا ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (یونس ۱۰ : ۳۲)

سورہ سجدہ کے شروع میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو اپنی تدبیر سے احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اب یہاں یہ فرمایا ہے کہ

اس تدبیر کا ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے

کہ آسمان اور زمین سے انسان کے لئے رزق مہیا ہوتا ہے۔ اور یہ دراصل آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے بہت سے جلووں میں سے ایک جلوہ ہے۔ یہ سورہ سجدہ کی آیہ کریمہ

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ

میں جو ایک وسیع مضمون بیان ہوا تھا سورہ یونس کی مندرجہ بالا آیت اس کے ضمن میں ایک بات کی طرف متوجہ کرتی ہے یعنی اللہ

تعالیٰ نے ہی کی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں کار فرما ہے اور نہیں اس کے بہت سے جلوے نظر آتے ہیں۔ [illegible] یہ جلوہ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ میں پنہاں ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے نتیجہ میں کائناتِ عالم میں تمام انسانوں کے لئے رزق کا سامان پیدا کیا جاتا ہے۔

رزق کے معنے

صرف کھانے کی اشیاء کے نہیں ہوتے بلکہ اس لفظ کو ہم ضروریاتِ زندگی کے تمام سامانوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر کے نتیجہ میں انسانی ضرورتوں کے پورا ہونے کے لئے تمام سامان پیدا ہو گئے۔ اس کی تقسیم میں دونوں پہلوؤں کو مدِ نظر رکھا گیا۔ یعنی نہ صرف سامان پیدا کئے بلکہ اس پیداوار اور اس عطا کی تقسیم کے لئے بھی ایک بڑا ہی حکیمانہ طریق بنایا۔ اقتصادیات میں بھی دو مسائل بڑے اہم ہیں۔ ایک ہے پیداوار کا۔ اور دوسرا ہے اس پیداوار کی تقسیم کا۔ ہمارے تمام اقتصادی مسائل انہی دو نقطوں کے گرد گھومتے ہیں۔ یعنی ایک چیز کو کتنی مقدار میں کتنے عرصہ میں پیدا کیا جا سکتا ہے اور پھر اس کی پیداوار کو کس رنگ میں [illegible] میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے آسمان اور زمین میں تدبیر کی اور اس کے نتیجہ میں

انسان کی ہر ضرورت کو پورا کر دیا

اب کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے میرے رب تو نے مجھے جسمانی قوتیں اور طاقتیں تو بڑی عطا کی تھیں لیکن ان کی صحیح نشوونما اور اس کے کمال تک پہنچانے کے سامان مہیا نہیں کئے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے خدا! تو نے مجھے ذہن تو بڑا اچھا دیا تھا لیکن تو نے مجھے ایسے سامان نہیں دیئے کہ میں اپنی ذہنی قوتوں کو ان کی نشوونما کے کمال تک پہنچا سکوں۔ میں نے دسویں یا [illegible] کی جماعت تک پڑھا نہیں اے خدا! میں اس لئے نہیں پڑھ سکا کہ تو نے وہ سامان پیدا نہیں کئے جس سے میں اپنی پڑھائی کو آگے جاری رکھ سکتا۔ اسی طرح کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اخلاقی قوتیں تو بہت عطا کی تھیں لیکن یہ اخلاقی قوتیں جن اصولوں اور جس ماحول میں پرورش پاتی ہیں اور اپنے کمال کو حاصل کیا کرتی ہیں۔ تو نے وہ ماحول نہیں پیدا کیا وہ حالات نہیں پیدا کئے۔ اسی لئے میری جسمانی قوتیں اپنی نشوونما کی جدوجہد ہی میں ہلاک ہو گئیں۔ اور اپنے انتہائی عروج کو نہیں پہنچ سکیں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اے خدا! تو نے مجھے روحانی قوتوں سے تو وافر حصہ عطا فرمایا تھا لیکن تو نے روحانی رفعتوں کے حصول کے سامان مہیا نہیں فرمائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اور یہی سچ ہے اور اللہ ہی حق ہے کہ میں نے رب العالمین کی حیثیت سے تمام قوتوں کو پیدا کیا۔ اور ساتھ ہی ان کی نشوونما کے لئے جس جس چیز کی ضرورت و احتیاج تھی میں نے وہ بھی پیدا کر دی ہے۔ کسی شخص کی ضرورت پوری نہیں ہوتی تو وہ مظلوم ہے اور اس کے ماحول میں کوئی ظالم ہے جس کی وجہ سے اسے اپنا حق نہیں مل سکا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو جس طرح میں نے ہرن کو قوت اور طاقت دی اور اس کی قوت اور طاقت کی نشوونما کے سامان پیدا کئے۔ اور وہ اس کو مل بھی گئے۔ اس کو کوئی منصوبہ نہیں بنانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسی طرح میں تمہارے ساتھ بھی کر سکتا تھا۔ انسانی جسم کے لئے جس قسم کی غذاؤں کی ضرورت تھی وہ اسے بھی جانوروں کی طرح میسر آ جاتیں۔ اگر آپ کی آنکھیں ہیں یعنی السمع کے معنوں میں آنکھیں رکھتے ہیں اور آپ کو جنگل میں جانے کا اتفاق ہو تو آپ دیکھیں گے کہ بھیڑ بکریاں اکٹھی ایک گلے میں چر رہی ہوتی ہیں۔ دفعتہ بکری ایک بوٹی کو منہ لگائے گی۔ مگر جلد ہی ناک منہ چڑھاتے ہوئے اسے چھوڑ کر آگے نکل جائے گی۔ کیونکہ یہ غذا اس کے لئے ٹھیک نہیں ہوگی۔ اس کے دو منٹ بعد بھیڑ آئے گی۔ وہ اس بوٹی کو سونگھے گی۔ اور پھر بڑی خوشی سے اسے کھانا شروع کر دے گی۔ غرض بکری کے لئے جو سامان پیدا کیا ہے۔ اس کی فطرت کے اندر اس کے

پہچاننے کی قوت

رکھ دی ہے وہ غذا اسے خود بخود مل جاتی ہے۔ خود اس کی فطرت اس کا ڈاکٹر اس کا نائب و راہ نما ہوتی ہے۔ اسی طرح بھیڑ سے کہا کہ جو تیری ضرورت ہے وہ تجھے پتہ لگ جائے گا شیر کو کہا کہ جو تیری ضرورت ہے اس کا تجھے پتہ لگ جائے گا۔

غرض ہر چیز کو اس کی ضرورت کا خود بخود پتہ لگ جاتا ہے۔ جانور تو پھر بھی کسی حد تک احساس رکھتے ہیں۔ نباتات کو اپنی ضرورتوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔ مثلاً ہر درخت کی جڑوں کو پہنچنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا انہیں پتہ لگ جاتا ہے۔ ہمارے

ربوہ کی زمین میں شورہ اور کلر بہت زیادہ ہے

اپنے دیگر افراد خاندان کی طرح مجھے بھی درخت لگانے کا بہت شوق ہے۔ درختوں پودوں اور پھولوں سے پیار کرنا ہماری طبیعتوں میں رچا ہوا ہے۔ شروع میں جب میں لاہور سے ربوہ منتقل ہوا۔ تو میں نے لاہور سے کئی سو قسم کے پودے لا کر ربوہ میں لگائے۔ لیکن آٹھ دس قسموں کے سوا باقی سب پودے مرجھا گئے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے ہوا کہ یہ نقل مکانی میں نے کی تھی مگر پودوں کو یہ فضا راس نہ آئی۔ وہ مرجھا گئے۔ جب میں نے پودا لگایا تو اس کی جڑوں نے محسوس کیا کہ یہاں کی مٹی میں ہمارے کھانے کی غذائیت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ ختم ہو گئے۔ لیکن

بعض پودے ایسے بھی تھے

جنہوں نے بڑے شوق سے اس مٹی کو پسند کیا اور دو مہینوں میں انہوں نے اتنا قد نکالا اور اتنا پھیلاؤ آ گیا کہ ہم حیران ہو گئے۔ ان میں ایک یوکلپٹس بھی تھا۔ یہ شورہ زمین کو بہت پسند کرتا ہے جہاں شورہ اور کلر والی زمین ہو اور درخت نہ اُگ سکتا ہو وہاں یہ بڑی آسانی سے ہو جاتا ہے۔

پس نہ صرف جانوروں بلکہ نباتات کے اندر اس کا ڈاکٹر بھی پیدا کر دیا۔ اس کا باورچی بھی پیدا کر دیا۔ اس کا درزی بھی پیدا کر دیا مثلاً اس کی فطرت میں ہم درزی کا مظاہرہ اس طرح دیکھتے ہیں کہ ایک درخت ہے اس کے پتے چکنے مومی لباس کی خاصیت رکھتے ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو ایک سیکنڈ کیلئے پانی کا قطرہ ان پر نہیں ٹھہرتا۔ فوراً پھسل کر نیچے بہہ جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا درخت ہے۔ جس کے پتوں میں کھدر جیسے کپڑے کی خاصیت ہوتی ہے۔ بارش کا قطرہ پڑتا ہے تو ان کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ پس ہر درخت کے پتوں کا اپنا کام ہے۔ ہر ایک کو جس چیز کی ضرورت تھی اس قسم کا ماہر ڈاکٹر طبیب۔ باورچی۔ درزی وغیرہ ہمارے کے سارے شعبے خدا تعالیٰ نے اس کے اندر ہی قائم کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان سے فرمایا کہ میں نے تیرے ساتھ کسی اور قسم کا معاملہ کرنا ہے۔ میں نے درخت کو اس لئے بنایا تھا کہ وہ تیرا خدمتگزار رہے اور تجھے میں نے اس لئے پیدا کیا ہے اور پروان چڑھایا ہے کہ تو میرا خدمت گزار بنے۔ اس لحاظ سے ان دونوں مخلوقوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پس سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کہہ کر اس کائناتِ عالم کی ہر چیز اور ہر مخلوق کو انسان کی خدمت پر لگا دیا۔ غرض تیری پیدائش کی غرض یہ ہے کہ تو میرا خادم بنے۔ اس لئے جو صفات تیرے خادم میں ہونی چاہئیں۔ وہ تجھے خود اپنے اندر پیدا کرنی پڑیں گی۔ جو صفات تیرے خادم میں ہونی چاہیئے تھیں۔ اور وہ از خود پیدا نہیں کر سکتا تھا اور تو بھی اس میں پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا میں نے انتظام کر دیا ہے۔ تیری طاقت سے زیادہ تجھ پر بوجھ نہیں ڈالا لیکن تجھے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ میں نے تجھے

اپنا خادم اور اپنا عبد بننے کیلئے

پیدا کیا ہے اور تیری راہ نمائی کی اور پھر تجھے جسمانی۔ ذہنی۔ اخلاقی اور روحانی قوتیں بھی عطا کیں۔ اور ان قوتوں کی نشوونما کے کمال تک پہنچنے کے سامان بھی مہیا کئے۔ اور ان کو جاننے، پہچاننے اور ان سے کما حقہٗ فائدہ اٹھانے کے جو ذرائع تھے۔ وہ بھی تجھے عطا کئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں آسمان اور زمین سے رزق عطا کیا ہے اور تیری سمع اور بصر کے ہم مالک ہیں یعنی ہم نے انہیں پیدا کیا اور جس قسم کی سمع اور بصر ہونی چاہیئے تھی وہ سمع اور بصر ہم نے پیدا کی۔ سورہ سجدہ کی آیت میں تھا۔ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ مگر سورہ یونس کی آیہ کریمہ میں

سمع اور بصر کی ایک دوسری خصوصیت

کا ذکر کرنے کے لئے جَعَلَ کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ فرمایا اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کان اور آنکھ کا مالک ہے سورہ سجدہ کی آیہ شریفہ میں عطا کا ذکر تھا کہ ہم نے یہ یہ سامان پیدا کئے ہیں اور یہ نعمتیں عطا کی ہیں تم ان سے کما حقہٗ فائدہ اٹھاؤ۔ اور یہاں اس آیہ کریمہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ سمع اور بصر کا استعمال اسی طرح چاہیئے جس طرح ہم نے حکم دیا ہے۔ کیونکہ ہم مالک ہیں تم مالک نہیں ہو۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنا خادم بننے کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنے فضل سے ساری دنیا کو تمہاری خدمت پر لگا دیا ہے تاکہ تمہارے قویٰ کی صحیح نشوونما ہو سکے تم ہی میرا حقیقی عبد

بننے کے لئے ہر جس ہدایت و راہ نمائی کی ضرورت تھی وہ بھی ہم نے نازل کی

بنی نوع انسان کی ترقیات کیلئے

تازہ بتازہ کلام اتارا۔ اگرچہ کامل اور مکمل کلام اور کامل اور مکمل وحی کا نزول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ لیکن اس کامل وحی کو سمجھنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ذیلی وحی از بس ضروری تھی۔ آسمان سے رحمتِ باراں کا نزول ہوتا ہے پانی بہہ کر دریاؤں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر اُس کے آگے بند نہ باندھے جائیں۔ تالاب نہ بنائے جائیں یا دریاؤں سے نہریں کھود کر پانی کو کھیتوں میں نہ لایا جائے۔ تو پانی ضائع چلا جاتا ہے۔ اسی طرح آسمان سے وحی کے نزول اور اس کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال کے سامان ذیلی یا ظلّی یا تازہ وحی کی صورت میں پیدا کر دیئے۔ اس وحی کو سننے کے لئے کان اور اس کے نتیجہ میں دنیا میں جو ایک تغیر عظیم پیدا ہوا اس کے دیکھنے کے لئے آنکھ اور اس روحانی انقلاب سے نتائج اخذ کرنے کے لئے دل بنایا ہے۔ یہاں سورہ یونس کی آیہ مبارکہ میں اسی مضمون کو اس کے نتیجہ کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تمہیں سمع اور ابصار دیں۔ یعنی کان اور آنکھیں عطا کیں اور مالک ہونے کی حیثیت سے تمہاری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا دی ہے اور ان ذمہ داریوں سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کے لئے ہدایت و راہنمائی کے سامان بھی مہیا کر دیئے ہیں۔

اب یہ تمہارا کام ہے

کہ تم اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو ان کے مالک کے احکام کے مطابق استعمال میں لاؤ۔ جس کے نتیجہ میں تمہارا دل صحیح نتیجہ کو اخذ کرے۔ اور پھر اُس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تمہارے اندر ہمت اور عزم پیدا ہو۔ جب تم ایسا کرو گے تو نتیجہ

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

مردہ قوم سے ایک زندہ قوم نکل آئے گی۔ اہلِ مکہ بتوں کو پوجتے تھے۔ ہر قسم کے گند میں مبتلا تھے۔ اپنے خالق و مالک خدا سے دُور جا پڑے تھے۔ تو زندگی اُن کی دوری ہمارے تصور میں بھی نہیں آ سکتی۔ مگر اسلام پر عمل پیرا ہونے سے ان کے اندر زندگی کے آثار نمودار ہو گئے۔ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور اُن میں ابوجہل کا بیٹا عکرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی پیدا ہوئے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

کا ایک عجیب نظارہ رونما ہوا۔ آسمان سے روحانی رزق کے نزول کے نتیجہ میں ان کے اندر

ایک عجیب روحانی زندگی

پیدا ہو گئی۔ اس کے برعکس سمع اور ابصار کے مالک کی ہدایات پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ اس کا باپ خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو وہ

يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

کا مصداق ہوتا ہے۔ وہ کبھی اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا وارث نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے فضل کا حصول الٰہی ہدایتوں پر عمل پیرا ہونے پر منحصر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں ان قدرتی اور مشاہدہ سے سمجھ لینا چاہیئے کہ میں اس طرح پر اپنے امرا ور اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے ذریعے نافذ کیا کرتا ہوں۔ اگر آدمی سمجھے اور غور کرے تو اس کے لئے اس نتیجے پر پہنچنا کوئی مشکل امر نہیں کہ

حقیقی سہارا اللہ تعالےٰ کا سہارا ہے

اصل پناہ اللہ تعالےٰ کی پناہ ہے

أَفَلَا تَتَّقُونَ

پھر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ تم اللہ تعالےٰ کی پناہ میں نہیں آتے۔ اس کو اپنا سہارا نہیں بناتے۔ اس کی انگلی نہیں پکڑتے کہ تم صحیح راہ پر چل کر اللہ تعالےٰ کے پیارے اتنے پیارے کہ جتنے بیٹے پیارے ہوتے ہیں بن جاؤ۔ تم اس کے ایسے خادم بن جاؤ جن سے وہ انتہائی محبت کرتا ہے۔ یہ تو مختصراً روحانی دنیا کا ذکر۔ اب

اقتصادیات کا ذکر

کیا جاتا ہے۔ اقتصادی لحاظ سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تمہیں زمین و آسمان میں جو بھی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ میں ان سب کا پیدا کرنے والا اور میں ہی سب کا رازق ہوں۔ میں ہی ان تمام چیزوں کا مالک ہوں۔ اس لئے میری ہدایات کے مطابق اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہوئے دُنیا میں ایک ایسا اقتصادی نظام قائم کرو۔ ایسا ہمہ گیر اقتصادی منصوبہ تیار کرو جو زندہ کرنے والا ہو مارنے والا نہ ہو۔ اگر تم ایسا اقتصادی نظام قائم کرو گے۔ جو زندگی بخش ہو ہلاک کرنے والا نہ ہو تو اس کے نتیجہ میں تمہارے ذہن میں، تمہارے اخلاق میں، اور تمہاری روح میں بھی ایک جلا پیدا ہو جائے گی جس سے وہ مقصد پورا ہو جائے گا جس کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔

اور بھی بہت سی آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کا بندہ نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی بندگی کے سارے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے جب تک کہ انسانی تدبیر اللہ تعالےٰ کی تدبیر کے ہم رنگ نہ ہو جائے۔ کیونکہ مدبّر حقیقی اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہے۔ ہماری ساری کی تدبیریں بے نتیجہ ہیں اگر ہم اپنی تدابیر کو اللہ تعالےٰ کی صفات کے جلوہ کے رنگ میں رنگین نہیں بنا لیتے۔ اب چونکہ دیر ہو گئی ہے اس لئے میں اس حصہ کو چھوڑتا ہوں۔

قرآن کریم نے ایسے بہت سارے مکاروں اور تدابیر کا ذکر کیا ہے جو الٰہی تدابیر کے مقابلے پر کھڑی ہوئیں اور ناکام ہوئی ہیں۔ اس کی پھر آگے مثالیں دے کر ہمیں سمجھایا ہے اور ہماری عقل اور ہمارے جذبات کو اپیل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دیکھو! جس کی تدبیر ہماری تدبیر کے قدم بقدم چلے گی وہ تو کامیاب ہوگا اور جس کی تدبیر تیرے پہلو بہ پہلو نہیں چلے گی وہ کامیاب نہیں ہوگا اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے میرے مسلمان بندے!

اقتصادی دُنیا میں

تیری ہر تدبیر اللہ تعالےٰ کی زمین و آسمان پر جاری اقتصادی تدابیر کے مطابق اور ہم رنگ ہونی چاہیئے۔ انسان کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان میں جو تدابیر جاری کر رکھی ہیں یعنی اقتصادی نظام قائم کر رکھا ہے (یہ مسئلہ چونکہ بنیادی اور بڑا اہم ہے اس لئے میں اس کو بار بار دہرا رہا ہوں) اس کو رب العالمین کے چھوٹے سے فقرہ میں بیان کر دیا ہے۔ کیونکہ رب العالمین کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ ان کے اندر مختلف طاقتیں اور قوتیں ودیعت کیں۔ ان طاقتوں اور قوتوں کی کما حقہٗ نشو و نما کا خود متکفل بنا۔ اگر کسی شخص کو وہ سامان میسر نہیں آتے یا اس کا حق اسے نہیں ملتا (اب ہم انسان کی دُنیا میں آ جاتے ہیں) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ظالم ہے جو اس کا حق چھین رہا ہے انسانی ضرورت کی ہر چیز کو حق قرار دیا ہے۔ اور اس ضرورت کے اظہار کو درخواست کرنے یا بھیک منگا بننے کی کیفیت سے دوچار نہیں ہونے دیا۔ بلکہ فرمایا ہے درخواست کرنے کی کیا ضرورت ہے بھیک مانگنے کی نوبت کیوں آئے۔ تمہاری ہر ضرورت تو تمہارا اپنا حق ہے جسے تم اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق اس کی نشو و نما کے لئے حاصل کر سکتے ہو۔ البتہ ہر اُس چیز کو رد کر دیا ہے جو انسانی طاقت اور استعداد کی نشو و نما کے لئے ضروری نہ تھی۔ مثلاً ایک کمزور ذہن کا بچہ جو ۲۸۰ نمبر لے کر میٹرک پاس کرتا ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ میرا یہ حق بنتا ہے کہ مجھے کالج میں پڑھوایا جائے تو اس کو ایک مسلمان یہ کہے گا کہ دیکھو تم نے یہ ثابت نہیں کیا کہ آگے کالج میں پڑھنا تمہارا حق بنتا ہے۔ کیونکہ اگر تو نے ذاتی محنت کی ہے اور ناکام طور پر نکلے اس بات سے انکار کر دیتے ہیں کہ انہوں نے وقت ضائع کیا اور اللہ تعالےٰ نے تجھے اتنی ہی قابلیت دی تھی کہ تو دسویں جماعت میں مر مر کے پاس ہوتا۔ سو تو پاس ہو گیا۔ تو اپنے کمال کو پہنچ چکا ہے۔ تیرا ذہن آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ اب تیری تعلیم پر پڑھائی پہ پیسہ خرچ کرنا دراصل پیسہ ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

پس اللہ تعالےٰ نے رب العالمین کی حیثیت سے

انسان کے جملہ حقوق کی ادائیگی

کے لئے تمام ضروری سامان پیدا کر دیئے لیکن چونکہ انسان کی ذہنی، اخلاقی، اور روحانی قوتوں کی نشو و نما بھی ضروری تھی۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ماتحت تدبیر کے ایک چھوٹے سے حصہ کو ایک حد تک انسان کے اختیار میں دے دیا اور اسے فرمایا کہ میرے کہنے کے مطابق عمل کرو جو ہر کام کا مقصود اور میرے فضلوں کے نتیجہ میں تیرے آسمانی خزانے مل جائیں گے۔ اور پھر تو جو تدبیر کرے گا وہ رب العالمین کی صفت کے ماتحت اس کی ربوبیت کا مظہر ہی ہوگی اور اس طرح تو میرے حکم کے مطابق اقتصادی نظام بنائے گا اور اسے جاری کر سکے گا۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے تقسیم میں تفاوت پیدا کر دیا کسی کو کمانے کی زیادہ طاقت دے دی اور کسی کو کم۔ ورنہ تو سارا معاملہ ایک ہی حالت میں ہو جاتا یا سب خوشحال ہو جاتا۔ اور جب انسان

نے کما یا تو فرمایا کہ اس میں خود دوسروں کے حقوق ادا کرو۔ میں تمہیں بہت بڑا ثواب دوں گا۔ تیرے پاس جو مال ہے۔ یہ دراصل تیری اخلاقی، تیری ذہنی (غور کریں تو یہ بھی شامل ہے) اور تیری روحانی ترقی کے لئے ہے وہ اس طرح پر کہ تیرے مال میں بکر کا حق بھی شامل ہے۔

اب یہ تیری اخلاقی اور روحانی ذمہ داری ہے

کہ تو بکر کا حق اسے پہنچا دے۔ ادھر بکر کو یہ کہا کہ حق تو تیرا تھا تجھے استعداد بھی دی تھی لیکن تجھے تکبر اور غرور سے بچانے کے لئے میں نے تیرا حق کسی اور کو دے دیا ہے اب وہ تجھے دے دے گا۔ ادھر اسلامی حکومت کو کہا کہ اگر کوئی شخص رضا کارانہ طور پر دوسرے کے حق ادا نہیں کرتا تو یہ تمہارا کام ہے کہ تم حقدار کو اس کا حق دلواؤ۔ لیکن اس دنیا میں مختلف ISMS (ازمز) جب نعرے لگاتے ہیں تو وہ انسانی حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے اس طرح ان میں سے وہ جو اسلام کے اقتصادی اصول کو اچھا سمجھتے ہیں۔ مگر وہ ان اصول کو اپنانے سے گریز کرتے ہیں۔ آپ اس بارہ میں غور کریں اور سوچیں۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے اور سوچا ہے مجھے تو اس کی ایک وجہ یہ نظر آتی ہے کہ اگر وہ یہ کہیں کہ

اسلام نے ایک حسین اقتصادی نظام قائم کیا ہے

ہم اس پر عمل کر کے دنیا کو اس کے اقتصادی حقوق دلوائیں گے۔ تو اس کے ساتھ ہی انہیں اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کو بھی ماننا پڑتا ہے۔ لیکن ایک شخص جو شراب پینے کا عادی ہے وہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں اسلام کے اقتصادی نظام کو جاری کر دوں گا جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی عطا کے ایک حصہ کو خود ہی غلط طور پر استعمال کرنے والا ہے۔ اس واسطے ایسے لوگ زبانی طور پر تو اسلام کے اقتصادی نظام کی خوبیوں کو مانتے ہیں لیکن درحقیقت اس پر عمل پیرا ہونے کی طرف آتے ہی نہیں۔ صرف کہہ دیتے ہیں کہ ہاں یہ بڑی اچھی تعلیم ایک ہی بات ہے کوئی نام لے دو۔ یہ اصولی طور پر ایک بات نہیں کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے اسلام کے اقتصادی اصول کو اپنانا اور جاری کرنا ہے اور اس کے ذریعہ ہر ایک آدمی کے حق کو دینا اور دلانا ہے تو ساتھ ہی اسے اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کو قبول کرنے کا بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر حقوق کی کما حقہٗ ادائیگی ممکن ہی نہیں۔ مثلاً اسلام نے یہ پابندی لگائی ہے کہ اسراف نہ کرو۔ اب جو شخص خدا تعالیٰ کے کہنے کے مطابق ایک لاکھ روپیہ یہ کسی اور کا نہ کہ اپنے پاس رکھتا ہے اگر وہ اسراف کرتا ہے تو گویا اس نے ایک لاکھ روپیہ کسی غیر کا اسراف میں خرچ کر دیا ہے۔ اب نہ یہ حق اصلی حقدار کو کیسے پہنچائے گا۔ غرض اسلام یہ کہتا ہے کہ اسراف سے کام نہ لو ورنہ تم وہ حق ادا نہیں کر سکو گے جو میں نے قائم کیا ہے۔ اسی طرح اسلام نے یہ بھی کہا ہے کہ بخل نہ کرو۔ کیونکہ اس صورت میں اگر تمہارے پاس روپیہ ہو گا بھی تو تم دوسرے کو دینے سے گھبراؤ گے تمہاری طبیعت دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں ہو گی۔ پس اسلام نے اسراف سے بھی بچایا اور بخل سے بھی۔ افراط سے بھی بچایا اور تفریط سے بھی

اسلام کے اقتصادی نظام کی رُو سے

انسان کی تمام طاقتوں کی بہترین نشوونما کے لئے جو سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ ان سے کما حقہٗ فائدہ اٹھانے کے لئے جو مال و دولت کسی کو حاصل ہوتی ہے اس کے رکھنے کی اسے صرف اس حد تک اجازت ہے کیونکہ اس کا حق ہے۔ پس یہ حق و حکمت پر مشتمل اقتصادی نظام اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہے کہ اے انسان! میرے دائرہ انتظام کے اندر تجھے امیر کہہ کر کوئی تیرا مال نہیں چھینے گا تجھے امیر کہہ کر کوئی تیری جان لینے کے درپے نہیں ہو گا۔ تیرے بچوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ نہیں بننے دیا جائے گا اسلام کے اقتصادی نظام کی رو سے کسی کی اپنی یا اس کے بچوں یا دوسرے اور Dependents (زیر کفالت متوسلین) کی جتنی اور جس قدر قوتیں اور استعدادیں ہیں ان کی صحیح اور کامل نشوونما کے لئے جس جس چیز کی بھی ضرورت ہے وہ ان کا اپنا حق ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت ان سے اس حق کو چھین نہیں سکتی۔ لیکن جو چیز ان کی ضرورت سے زائد ہے وہ دراصل ان کی نہیں بلکہ کسی دوسرے کی ہے اس لئے جو چیز زائد ہے اسے شراب میں۔ اُسے جوئے میں۔ اُسے سٹے میں۔ اسے گھوڑ دوڑ میں، اسے جوئے کی مشینوں میں (مشینوں نے جوئے کی ہزار شکلیں بنا دی ہیں۔ بعض ملکوں میں ہر گلی کے کونے پر جوئے کی مشینیں لگا دی گئی ہیں جس کی وجہ سے جوا کھیلنے کے لئے دوسرے ساتھی کی ضرورت نہیں رہی۔ اس کی جگہ لوہے سے کام لے لیا گیا ہے۔ اور لوگ جوا کھیلنے کی (جواریانہ خواہش) کو وہیں جا کر پورا کر لیتے ہیں) اسلام کا اقتصادی نظام کہتا ہے کہ میں نے یہ چیزیں تیرے لئے پیدا نہیں کیں۔ تیرے قویٰ کی نشوونما میں ان چیزوں کا کوئی حصہ نہیں اس واسطے تو ان چیزوں پر خرچ نہیں کر سکتا۔ پس امیر کے جائز حق کو تو قائم کیا لیکن دوسروں کی حق تلفی کی اُسے اجازت نہیں دی۔

پس اسلام کے اقتصادی نظام نے

انسانی ضرورت کی بڑی واضح اور معین تعریف

کر دی ہے کہ انسان کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما کے لئے جس چیز کی جس قدر ضرورت ہے وہ اس کا حق ہے اور وہ چیز اس سے چھینی نہیں جائے گی۔ لیکن جو چیز اس کی ضرورت سے زائد ہے اور اس کی قوتوں کی نشوونما کے لئے اس کی ضرورت نہیں وہ دراصل اس کی نہیں بلکہ کسی اور کی ہے جس کو قوتیں تو عطا ہوئیں لیکن ان کی نشوونما کیلئے سامان میسر نہیں آئے۔ ظاہر ہے اگر واقعی ہم خالق کل اور رب العالمین پر ایمان رکھتے ہیں اور ہمیں اس کی صفات کا عرفان حاصل ہے تو پھر اس نظام کے سمجھنے میں کوئی ابہام اور الجھن باقی نہیں رہتی۔ کیسا حکیمانہ نظام ہے کہ ایک شخص کو کہا کہ جتنی قوتیں تجھے بخشی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کے لئے سامان تمہیں

عطا کر دیئے ہیں

دوسرے سے کہا کہ جتنی قوتیں تمہیں عطا کی ہیں ان سے کما حقہٗ فائدہ اُٹھانے کے لئے تجھے پورے سامان میسر نہیں آئے یہ تفاوت اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس طرح تمہاری اخلاقی اور روحانی قوتوں کی نشوونما کے سامان پیدا ہوں۔ ایک قربانی دینے والا ہو اپنے رب کی خوشنودی کے حصول کے لئے" اور دوسرا تکبر و غرور سے بچنے والا ہو اپنے رب کے قہر اور غضب کے خوف سے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں مختلف شکلوں میں سہارا دے کر انسان کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو بلند کیا ہے۔

یوں یہ تفاوت پیدا کر کے ہمیں صاف طور پر بتایا کہ اللہ تعالیٰ جہاں رزاق ہے وہاں وہ مالک بھی ہے۔ جس کو جس قدر چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اس واسطے اس کی ہدایات کے مطابق رزق کا حصول ہونا چاہیئے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ زمین و آسمان میں اس کی تدبیر کارفرما ہے اور انسانی قوتوں کی نشوونما کے لئے اس کی دوسری تدبیروں کے علاوہ ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے انسان کو

اپنی وحی کے انعام سے سرفراز کیا

اس کے مطابق ہی انسان آگے ترقی کر سکتا ہے یہاں مالک کہہ کر اسی طرح توجہ دلائی ہے کہ انسانی سمع اور بصر اور سارے دل حتیٰ کہ اس کی ہر چیز کا میں ہی مالک ہوں اس لئے ہر چیز کو میرے کہنے کے مطابق خرچ کیا جائے جس کا بالآخر یہ خوشکن نتیجہ نکلے گا کہ وہ دنیا جو اقتصادی لحاظ سے غلام بنا لی گئی جو اقتصادی لحاظ سے ہلاکت کے گڑھے میں پھینکی گئی اور اقتصادی لحاظ سے موت کے منہ میں پڑی ہوئی ہے اسے ہمارے اس اقتصادی نظام کے قیام کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

خوشحال اقتصادی زندگی

نصیب ہو گی۔ چنانچہ میرے پاس جو بھی دوست آتے ہیں میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ تم مجھے اگے پھرنے ہو تم Minimum Necessities of life (کم سے کم ضروریات زندگی) کی باتیں کرتے ہو۔ یعنی یہ کہ ہر ایک کو کم سے کم ضروریات زندگی بہر حال میسر آنی چاہئیں۔ لیکن تم اس نظام زندگی کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جو کہتا ہے زیادہ سے زیادہ انسانی ضروریات جو ہیں وہ بہر حال پوری ہونی چاہئیں اسلام کے اقتصادی نظام میں کم سے کم کا کوئی تصور پایا ہی نہیں جاتا بلکہ زیادہ سے زیادہ دینے اور دلانے کی ہدایت موجود ہے یعنی جو چیز انسانی قوتوں کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے میں ممد و معاون ہے وہ اسے بہر حال زیادہ سے زیادہ میسر آنی چاہیئے صرف Basic necessities of life (زندگی کی بنیادی ضروریات) جیسا کہ نیم مردہ اور نیم زندہ رکھنا یا محض زندہ رکھنا اور مرنے سے بچا لینا یہ تو کوئی بات نہیں حالانکہ یہی جسمانی طاقت تو ایک مومن کے روحانی ارتقاء میں ممد و معاون بنتی ہے۔ جیسا کہ مقولہ مشہور ہے کہ روح تو بلند پروازی کی بڑی خواہش رکھتی ہے لیکن جسم ساتھ نہیں دیتا۔ جسم اس بلند پروازی کا متحمل نہیں یہ بات ٹھیک بھی ہے۔ مثلاً ایک آدمی بیمار ہے وہ کھانسی کی تکلیف کی وجہ سے رات گئے تک کھانستا رہتا ہے۔ رات کے دو بجے تہجد پڑھنے کے لئے اُٹھنا اس

کے لئے ممکن ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف تو کر دے گا۔ لیکن معافی اور چیز ہے اور تعہد کا التزام رکھنا اپنی جگہ ایک حقیقت ہے

خطبہ لمبا ہو گیا ہے اور واپس بھی جانا ہے اس لئے باوجود اس کے کہ مجھے دوستوں سے ملنے کی زبردست خواہش تھی میں اس وقت ملاقات سے معذور ہوں۔ آپ کو اور بعد میں کسی جمعہ کے دن یا کسی اور موقعہ پر ملاقات کا وقت انشاء اللہ ضرور دوں گا۔ کیونکہ آپس میں باتیں کرنا اور

مشورے لینا جماعتی زندگی کے لئے بڑا ہی ضروری ہے

البتہ یہ ضروری نہیں کہ ایک خاص بات کو سامنے رکھ کر مشورہ ہو۔ ہزار قسم کی باتیں ہیں جن کا آپس میں ملنے ہی سے پتہ لگتا ہے۔ دوست جب مجھ سے ملنے آتے ہیں ایک دوسرے کی سننے سنانے سے مجھے بہت سی نئی نئی باتوں کا علم ہوتا رہتا ہے حالات و واقعات کے مختلف پہلو سامنے آتے رہتے ہیں۔ دوستوں کی انفرادی اور خاندانی مشکلات سامنے آتی ہیں۔ تو دعا کے لئے تحریک ہوتی ہے۔ یہاں مسجد میں زیادہ لمبی باتیں ویسے بھی نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کریں گے اور اجازت دیں گے کہ نماز پڑھانے کے بعد واپس چلا جاؤں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر ملیں گے۔

(الفضل مورخہ ۲۹ اخاء ۱۳۴۸ ہش)

مرکزی مساجد میں اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مقامی طور پر مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ میں جن احباب کو اعتکاف بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے ان کے اسماء درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو ان بابرکت ایام میں اپنی بے شمار رحمتوں سے نوازے۔ آمین ——— ایڈیٹر

مسجد اقصیٰ

مکرم چوہدری فضل حق صاحب امیر المعتکفین
" بشیر احمد صاحب بہار درویش
" سردار محمد صاحب درویش
" فضل الرحمٰن صاحب درویش
" مولوی حمید الدین صاحب منتظم رسالہ صدیہ
" بشارت احمد صاحب ونگیری
" عبد الرشید صاحب ونگیری
" مظفر احمد صاحب ونگیری
" شکیل احمد صاحب

مسجد مبارک

مکرم مرزا بشیر احمد صاحب خادم امیر المعتکفین
" عبد الوحید صاحب آف یوپی
" عبد الکریم صاحب ناصر آبادی
" محمد رمضان صاحب ....
" مولوی رفیق احمد صاحب ....

راٹھ (یو۔پی) میں کامیاب صوبائی کانفرنس

رپورٹ مرتبہ مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے۔ قادیان

قسط دوم

مستورات کا اجلاس

دوسرے روز ۲۳ اکتوبر کو دوپہر کے وقت مستورات کا اجلاس زیر صدارت محترمہ مشرقی بیگم صاحبہ اہلیہ اسرار محمد صاحب احمدی بمکان مکرم انوار محمد صاحب، مکرم اسرار محمد صاحب کوٹ بازار میں منعقد ہوا۔ جس کی کارروائی تلاوت قرآن پاک اور نظم سے شروع ہوئی۔ جو علی الترتیب محترمہ احمدی خاتون صاحبہ اور فخر النساء صاحبہ نے کی۔ ازاں بعد محترمہ مشرقی بیگم صاحبہ راٹھ۔ محترمہ گلزار بانو صاحبہ کانپور۔ محترمہ شمیم پروین صاحبہ قادیان۔ محترمہ آمنہ فریدہ قریشی شاہجہانپور۔ محترمہ مہرجہاں صاحبہ شاہجہانپور۔ محترمہ طاہرہ بیگم صاحبہ اور محترمہ زاہدی بیگم صاحبہ نے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں۔ عزیزہ جمیلہ بیگم سمہا نوید ... بہتر سے بہتر ... نے نظمیں پڑھیں

تربیتی اجلاس

... جلسہ گاہ میں ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ منعقد ہوا۔ جس میں جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش سے آنے والے جملہ مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم حافظ بلال احمد صاحب آف کلکتہ کی تلاوت قرآن پاک کے بعد ہر ایک دوست نے اپنا اپنا تعارف کرایا۔ اور آئندہ کانفرنس کے انعقاد۔ سابقہ کانفرنسوں کے اثرات اور آئندہ کس مقام پر کانفرنس منعقد کی جا سکے۔ وغیرہ امور سے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بالآخر صالح نگر ضلع آگرہ میں ... آئندہ کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ طے پایا۔ بعد دعا یہ تربیتی اور مشاورتی اجلاس برخاست ہوا۔

کانفرنس کا دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ساڑھے سات بجے شام زیر صدارت مکرم قریشی محمد عقیل صاحب شاہجہانپوری منعقد ہوا۔ مکرم حافظ بلال احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک اور مکرم اظہر شاہد صاحب (جو ایک ممبر از جماعت نونہال ہیں) نظم کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر ... نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام تمام جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش پڑھ کر سنایا۔ جو بذریعہ تار موصول ہوا تھا۔

پیغام امام ہمام ایدہ اللہ

حضور انور نے فرمایا:۔

" احباب جماعت احمدیہ راٹھ!
اللہ تعالیٰ آپ کی کانفرنس
اور مشوروں میں برکت دے۔
اس میں شمولیت کرنے والوں کو میرا
السلام علیکم پہنچا دیں۔
خلیفۃ المسیح "

سیرت مسیح موعود

اس اجلاس کی پہلی تقریر سیرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر عنوان مکرم مولوی غلام نبی صاحب فاضل یادگیر میسور اسٹیٹ نے کی۔ آپ نے انبیاء علیہم کی مخالفت اور ان کے نتیجہ میں آسمانی گرفت و قہری عذابوں کا اس زمانہ سے تطابق ظاہر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی محبوب بندہ اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہو چکا ہے۔ جس کے انکار و مخالفت کی وجہ سے مختلف قسم کی آفات نے عدیدہ دیگر دنیا کے ہمارے ملک کو بھی گھیر رکھا ہے۔

فاضل مقرر نے بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی غرض و غایت یہ تھی کہ مخلوق خدا کا وہ تعلق جو اپنے خالق سے منقطع ہو چکا تھا نئے سرے سے خالق و مخلوق کا تعلق مضبوط کریں۔ لیکن دنیا والوں نے آپ کی مخالفت کی اور طرح طرح کی اذیتیں اور صعوبتیں پہنچائیں۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی محبت مخلوق خدا سے

مندرجہ بالا موضوع پر جناب ... نمائندہ مسیحیت نے روشنی ڈالی اور حضرت مسیح ناصری کی مخلوق خدا سے ہمدردی اور محبت کی بعض تمثیلات انجیل سے بیان کیں۔

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں:۔

مسیحی منادی کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی۔ آپ نے قرآن پاک کی آیت یا ایھا النبی انا

ارسلنٰک شاھداً .... سے استدلال کرتے ہوئے بعثت نبی۔ شاہد۔ مبشر۔ نذیر اور سراج منیر وغیرہ خطابات کی روشنی میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر سیر کن روشنی ڈالی۔

فاضل مقرر نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ زمانے سے متعلق تبشیری و انذاری پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔ بالخصوص یاجوج ماجوج عرب اسرائیل جنگ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت و اغراض و مقاصد وغیرہ پر بالتفصیل بحث کی۔

ازاں بعد مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

خطاب محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نظم کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض و غایت اور تعلق باللہ کے متعلق ایک بڑے ہی پیارے اور دلنشیں انداز میں حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے خدا سے گہرا رابطہ اور تعلق رکھتے ہیں۔ بظاہر دنیا خدا اور نبی کے تعلق کو نہیں سمجھتی۔ لیکن درحقیقت وہ دونوں ایک ہی وجود ہوتے ہیں

خدا تعالیٰ کے یہ برگزیدہ بندے ہم میں سے اور ہم جیسے ہی ہوتے ہیں۔ اور ہمیں اس نور کی راہ بتاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ قائم کرنے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ دنیا والے ان ہستیوں کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کے صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ بظاہر سب تدبیریں ہیچ نظر آتی ہیں مگر ایک ہستی ان کی پشت پناہی کر رہی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ مختلف طریقوں سے اپنے یگانہ و تنہا بندے کی حفاظت کر رہا ہوتا ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا مطالعہ کیجئے۔ حضور کی مخالفت میں کس قدر زور لگایا گیا۔ لیکن ہر آن آپ کی حفاظت ہوئی۔ غیبی مدد و نصرت کے سامان ہوتے رہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اصحاب ملے وہ بھی درحقیقت خدائی تقدیر کے زندہ نشان تھے۔ آپ کے ذریعہ اس قوم کی ...

پیدا ہوتا۔ اور انہوں نے اپنی زندگی کے مقصد کو پالیا۔

آپ نے اپنا تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ آج بھی جبکہ مسلمانوں کے عزت کے بام اُترتے گئے اور وہ کمزور ہو گئے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل اس زمانہ میں بھی ایک شخص مبعوث ہوا۔ اور اس نے کہا کہ آؤ میں دکھاؤں کہ اسلام کا خدا کون ہے جو مجھ پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ زندہ اور قادر و توانا خدا سے گہرا تعلق ہونے کے ساتھ ساتھ خدا کے اس محبوب بندے کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حقیقی عشق اور قرآن کریم سے والہانہ لگاؤ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جب بھی اپنے کانوں اسلام اور بانیٔ اسلام سے متعلق دل آزار کلمات سنتے تو فرماتے۔ میں یہ تو برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے بیوی بچوں کو ایک ایک کر کے میرے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس پاک مطاع کو کوئی کچھ کہے۔

اسے دل تو نیز خاطر ایں ان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم

الغرض اس مقدس وجود نے دنیا کے سامنے زندہ خدا۔ زندہ کتاب اور زندہ رسول پیش کیا ہے۔ پس یاد رکھو کہ بیشک قرآن خدا کا کلام ہے۔ لیکن جب ہم اسے دنیا کی دیگر اقوام کے سامنے پیش کریں گے تو وہ کہیں گے کہ تم نے اس پر کیا عمل کیا ہے یہ چیلنج ہے غیر قوموں کا۔

اسے امتِ محمدیہ اور اسے جماعت احمدیہ! ہمیں اس چیلنج کا صحیح جواب اپنے نیک عمل اور حسن کردار سے دینا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب کی پُر معارف تقریر کے بعد مکرم حافظ بلال احمد صاحب آف کلکتہ نے موجودہ زمانہ ایک مصلح کا متقاضی ہے کے عنوان سے ایک مدلل تقریر کی۔ آپ نے موجودہ زمانہ کی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد بعثت اور ضرورت کو وضاحت سے بیان کیا۔

بعدہٗ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب خادم نے ختم نبوت کی حقیقت کے موضوع پر مدلل تقریر کی۔ اور ثابت کیا کہ جماعت احمدیہ کا مسلک قرآن کریم کی پاک تعلیم۔ احادیث شریف کی تشریح صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذہب۔ آئمہ سلف کے اقوال وضاحت سے بیان فرمائے۔ اور بتایا کہ جس حقیقت پر جماعت احمدیہ قائم ہے وہی اصل اور قابل عمل اور ایمانیات کا جزو ہے۔

بعد ازاں مکرم قریشی محمد فضل صاحب شاہجہانپوری نے مبارک تقریر چند منٹ زبانی مجلس میں آپ نے بعض مقررین کا تعارف کرایا۔ اور جلسہ کی معینہ کارروائی کے انجام پذیر ہونے کا ذکر فرماتے ہوئے حاضرین کا شکریہ ادا فرمایا۔

شکریہ و دعا آخر میں مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل صدر مجلس استقبالیہ نے فرمایا کہ کانفرنس کا پروگرام ختم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہماری کانفرنس کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ میں محترم حضرت صاحبزادہ صاحب۔ جملہ حاضرین۔ مقررین۔ منتظمین کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ہر رنگ میں کانفرنس کو کامیاب بنانے میں تعاون کیا۔ جزاکم اللہ

بعد ازاں محترم مولانا بشیر احمد صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی کی درخواست پر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے نہایت ہی رقت اور سوز و گداز سے دعا کرائی اور رات کے ٹھیک بارہ بجے ہماری یہ دو روزہ احمدیہ صوبائی کانفرنس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نماز باجماعت و درس:- کانفرنس کے ان ایام میں پنجگانہ نمازوں کا باجماعت التزام رہا۔ قرآن کریم اور حدیث شریف اور ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں بعد نماز فجر باقاعدہ درس جاری رہا جو مکرم مولوی غلام نبی صاحب۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم اور دیگر مبلغین باری باری دیتے رہے۔ جن سے احباب جماعت کا حلقہ مستفید و لطف اندوز ہوتے رہے۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ر اخاء جمعہ کا مبارک دن تھا۔ اس روز محترم صاحبزادہ صاحب اور دیگر مبلغین کرام بعض دینی امور اور سلسلہ کے بعض اہم معاملات میں مصروف رہے۔ ڈیڑھ بجے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خطبہ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے پڑھا جس میں آپ نے فرمایا کہ:-

مومن کا ہر کام محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں بشری تقاضوں کے تحت انسانی کوششوں میں کمی بھی رہ جاتی ہے۔ تب بھی خدا تعالےٰ اس کمی کو پورا کر دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شکور بھی ہے۔ اس کا مومن بندہ رضائے الٰہی کے لئے جو کام کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو ضائع نہیں کرتا۔ یہاں پہ جو دو دن گذر رہے ہیں ان میں بھی تائید الٰہی کے نظارے نظر آتے ہیں۔ یہ زمانہ روشنی کا زمانہ ہے ہمیں جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا ہماری ماضی کی تعداد میں زیادتی ہوئی ہے اور اگر ایسی کیفیت ہے۔ تو اس کا نتیجہ بھی ہمیں نظر آنا چاہیئے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا۔ تو ہمارے لئے فکر کا مقام ہے اور اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ خدا سے محبت اور خدا کی مخلوق سے محبت کرنا یہی وہ دو تعلیم ہیں جسے سنا ہے۔ پس مخلوق خدا سے سچی محبت یہی ہے کہ ان کو پیغام احمدیت پہنچایا۔ اس صورت میں افراد اور جماعت میں بیداری قائم رہ سکتی ہے۔

فوٹو:- نماز جمعہ عصر کی ادائیگی کے بعد بطور یادگار مختلف فوٹو لئے گئے اور اب روحانی مجلس بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

شبینہ بیٹھک نماز عشاء کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر مکرم اسرار محمد صاحب الوار محمد صاحب کے مکان کی بالائی چھت پر ایک مختصری بارونق مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم مولوی غلام نبی صاحب نے کشمیری زبان میں اور مکرم حافظ بلال احمد صاحب نے بنگالی زبانوں میں کانفرنس کی کارگذاری پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم منیر احمد صاحب امروہی خاکسار منظور احمد قادیان مکرم مولوی بشیر احمد صاحب اور مکرم محمد سعید صاحب انور قادیان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور شعرائے احمدیت کی ایمان افروز نظمیں و اشعار پڑھ کر حاضرین کو لطف اندوز کیا۔ اسی مجلس میں عزیز محمد السلام ذاکر نے ایک مختصر سا مضمون بھی پڑھ کر سنایا۔

واپسی مورخہ ۲۵ر اخاء بروز ہفتہ پونے بارہ بجے دوپہر حضرت صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع عزیزم کلیم احمد سلمہ اللہ بمعیت دیگر احباب جماعت۔ بذریعہ جیپ راؤکیلا دیگر جماعتوں کے لئے روانہ ہوئے۔

چنانچہ پہلے سنگرا تشریف لائے۔ پھر مودھانی بجے کمبریا تشریف لائے اور وہاں کی مسجد کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائی۔ اور واپس مودھا تشریف لے آئے اور کانپور کے لئے روانہ ہوئے۔ کثیر تعداد میں احباب نے الوداع کہا۔ واللہ خیر حافظاً۔

افسوس کہ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب گجراتی درویش قادیان وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

قادیان ۲۷ر نبوت۔ افسوس کل صبح آٹھ بجے ہمارے مخلص درویش بھائی مکرم مرزا بشیر احمد صاحب گجراتی قضائے الٰہی سے اچانک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کوئی زیادہ عرصہ بیمار نہیں رہے۔ ہفتہ دس پندرہ روز قبل پیچش کے بعد نمونیا کی تکلیف ہوئی جس سے افاقہ ہو گیا۔ لیکن چونکہ صحت عمومی طور پر کمزور ہی رہتی تھی اس لئے کل صبح جبکہ گھر میں بستر پر نماز فجر پڑھ کر پینے کو دودھ طلب کیا۔ اُن کی اہلیہ دودھ گرم کر کے حاضر ہوتی تھیں مگر مرزا صاحب موصوف تو اپنے حقیقی مولا کے حضور پہنچ چکے تھے۔ ان کی اچانک وفات سے سارے محلہ احمدیہ میں غم و اندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ کثیر تعداد میں احباب تعزیت کے لئے ان کے مکان پر پہنچے۔ تجہیز و تکفین بعد نماز عصر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے احاطہ لنگر خانہ میں درویشان کی بھاری جمعیت سمیت نماز جنازہ پڑھائی اور موصی ہونے کی وجہ سے مرحوم کو مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر کی تیاری کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آخری دعا کرائی۔ مرحوم نے ایک بیوہ ایک لڑکی اور چار لڑکے اپنے پیچھے یادگار چھوڑے ہیں۔ لڑکی کی حال ہی میں شادی ہو چکی ہے۔ اور بڑے لڑکے کے سوا باقی تین لڑکے قادیان میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو اور انہیں اس عظیم صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مرحوم مخلص نیک باپ کے نقش قدم پر چلائے۔

مرحوم مرزا بشیر احمد صاحب درویش نیک دل اور سعید الفطرت۔ دعاگو احمدی تھے غربت اور نادار کے باوجود ہمیشہ صابر و شاکر رہے اور دین کی خدمت کے سلسلہ میں جس کام پر بھی لگائے جاتے رہے بڑے خلوص اور محبت کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا۔ مستجاب الدعوات تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نرم طبیعت اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔ اپنی گوناگوں خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کی وجہ سے درویشان کرام کے دلوں میں اُن کی یاد ہمیشہ ہی قائم رہے گی۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں بلند مقام میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

احمدیہ مسلم کیلنڈر ۱۳۴۹ ہجری شمسی

بمطابق ۱۹۷۰ عیسوی

احباب اور جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے سال آئندہ ۱۳۴۹ ہجری شمسی (بمطابق ۱۹۷۰ء) کا کیلنڈر ۳۰ × ۲۰ کے سائز میں عمدہ کاغذ اور تین جاذب نظر رنگوں پر مشتمل جلد شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی قیمت ۶۰ پیسے علاوہ محصول ڈاک ہے۔ ابھی سے اپنے آرڈر بھیج کر کیلنڈر ریزرو کروا لیں۔ کیلنڈر مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہوگا۔

۱. جلی حروف میں آیتِ قرآنی کیلنڈر کو دلکش کر رہی ہوگی۔
۲. آیت کے نیچے دنیا کا نقشہ ہوگا جس میں احمدیہ مشنوں و مساجد و سکولز وغیرہ کی نشان دہی ہوگی۔
۳. نقشہ کے دائیں طرف منارۃ المسیح دکھایا جائے گا۔
۴. کیلنڈر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات ہوں گے۔
۵. کیلنڈر میں تمام دنیا کے احمدی مشنوں۔ مساجد۔ تراجم قرآن مجید۔ اخبارات کی تفصیلات ہوں گی۔
۶. کیلنڈر میں تاریخیں انگریزی حروف میں درج کر کے تمام علاقوں کے لئے یکساں فائدہ مند بنایا جائے گا۔
۷. سال آئندہ میں جو تعطیلات منعقد ہوں گی اُن کا بھی ذکر کیا جائے گا۔
۸. کیلنڈر کے اوپر نیچے مضبوط ٹین کی پتریاں لگی ہوں گی تا کہ کیلنڈر دیر تک کارآمد رہے۔
۹. کیلنڈر کی قیمت ان سب خصوصیات کے باوجود ساٹھ پیسے (60 P.) رکھی گئی ہے۔

جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب اور جماعتیں قادیان پہنچ کر کیلنڈر حاصل کر لیں۔ اس طرح اخراجاتِ ڈاک کی بچت رہے گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تحریک دعا

سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے بائیں پاؤں میں جو چوٹ آئی تھی۔ وقتی علاج معالجہ سے خیال تھا کہ جلد تکلیف رفع ہو جائیگی لیکن تین روز گذر جانے کے باوجود ورم دور نہ ہوا جس سے فکر پیدا ہوئی۔ اب ۲۷ نومبر ۶۹ء کو ایکسرے کرانے پر معلوم ہوا کہ چھوٹی انگلی کی ہڈی میں فریکچر ہے اسلئے ورم دور نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق سارے پاؤں پر ٹخنوں تک پلستر لگایا گیا ہے جو ۱۸ دسمبر ۶۹ء کو یعنی جلسہ سالانہ کے دنوں میں کھلے گا اور یہی دن مہمانانِ کرام کی خدمت اور تواضع بجا لانے کے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سیدہ محترمہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور چوٹ کے نقصان دہ اثرات سے کلی طور پر حفاظت بخشے آمین۔ —— (ایڈیٹر)

ہر قسم کے پرزے

پیٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ —— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS: 16 MANGOE LANE CALCUTTA – 1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" ｝ فون نمبرز ｛ 23 – 1652، 23 – 5222

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری چانس ہے۔ اسلئے آخری عشرہ میں اس کی طرف توجہ کرنا بھی افضالِ الٰہیہ کو جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس صورت میں کہ روزہ دار نے اپنے عملی تجربہ سے بھوک پیاس اور دیگر کئی قسم کی ضروریات کا اندازہ کر لیا۔ اب اپنے بنی نوع کے ساتھ ہمدردی کے جذبہ کے تحت لازم ہے کہ اپنے غریب بھائیوں کا بھی خیال رکھے۔ وہ اپنی نیک کمائی سے ایک مقررہ حصہ الگ کرے تا کہ ان عظیم احسانات کی شکر گزاری کا عملاً اظہار ہو۔ اور جب وہ اپنے گھر میں عیدُ الفطر کی خوشی منائے تو اس کے غریب بھائی بھی اس کے ساتھ ہی خوشی میں شریک ہوں۔ اور یہ چیز معاشرے کو زیادہ مضبوط بنانے کا موجب بنے اور جس قدر ممکن ہو طبقاتی بُعد دُور ہو جائے۔

انسان کی زندگی میں کئی رمضان آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم اور احسان ہی ہے کہ اُسی کی دی ہوئی توفیق سے مومن بندہ اس کے احکام کی بجا آوری کے سلسلہ میں ہدایات کے مطابق گنتی کے یہ دن گزارتا ہے۔ جس سے گیارہ ماہ کے عرصہ میں گناہ اور زیادتی کی جو آلائشیں اس کی رُوح پر لگ چکی ہوتی ہیں خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے دھو دینے کا سامان کر دیتا ہے۔ یہ دن ہوتے تو سب کے لئے برابر ہی ہیں لیکن اپنے اپنے ظرف کے مطابق کوئی کم کوئی زیادہ اس سے حصہ لیتا ہے اور اس کی مثال اُن کسانوں کی ہے جن کے کھیتوں پر ہر سال ہی موسمی تغیّرات برابر طور پر اپنے اثرات ظاہر کرتے ہیں مگر جو کسان وقت کی قدر و قیمت پہچانتے ہیں اور ہر کام وقت پر پُوری شرائط اور اپنی ہمت کے مطابق پورے کر لیتے ہیں وہی ہیں جو وقت آنے پر ڈھیروں ڈھیر غلّہ اپنے گھر لاتے ہیں۔ انسان کی اپنی محنت اور کوشش بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے سلسلہ میں بہت بڑا پارٹ ادا کرتی ہے۔ اور اسی کو قرآن کریم نے

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى

کے مبارک الفاظ میں واضح کیا ہے کہ انسان کو اس کی کوشش اور سعی کا ثمرہ ہی ملے گا۔ اور ہر سعی کا نتیجہ اس کے سامنے بالضرور پیش کر دیا جائے گا۔ بایں ہمہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا شاملِ حال ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ کسان کی مثال ہی میں اس پہلو کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر موسمی تغیّرات کھیتی باڑی کے موافق رہیں تو ہی بافراغت حاصل کی امید ہو سکتی ہے۔ اگر اُس کی نظرِ کرم شاملِ حال نہ ہوئی تو کسی کی کوشش اور سعی کچھ بھی کام کی نہیں رہتی۔ جب باران رحمت نازل ہوتی ہے تو فصلوں کی حالت بڑی ہی حوصلہ افزا ہوتی ہے۔ اور جب بھی خشک سالی ہو تو فصلوں کی حالت بھی پتلی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے مومن بندہ ہر آن اسی آستانہ پر جُھکا رہتا ہے۔ اور اس کے فضلوں کا طلب گار بنا رہتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا —— وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ —— کہ ہر وقت خدائی فضل مانگتے رہو۔ اور رمضان شریف بھی جو بہت بڑا نیکی کا سبق سکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک انسان خدا کے آستانہ پر جُھکا رہے۔ اور اس سے فضل طلب کرتا رہے۔ وہ سب کو دیتا ہے۔ دینا خدا کی شان ہے اور مانگنا اور طلب کرنا بندے کا خاصہ ہے۔

خدا کرے کہ یہ رمضان ہمارے لئے ہر قسم کی برکتوں اور فضلوں کا باعث ہو اور جب ہم سے یہ مبارک ایّام رخصت ہوں تو بھی اس کا فضل ہمارے ساتھ رہے۔ اور ہمیشہ ہی اس کی رحمت کی نگاہ ہم پر پڑتی رہے۔ آمین ❊

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵　　فون نمبر ۲۷۲ — ۴۴
★ شو روم: ۴۳۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱　　فون نمبر ۴۰۱ — ۳۴
★ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ۔ "GLOBE EXPORT"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے!
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

[illegible]

یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ترجمہ:- تجھے دور دراز علاقوں سے امداد ملے گی اور تیرے پاس لوگ بکثرت آئیں گے۔

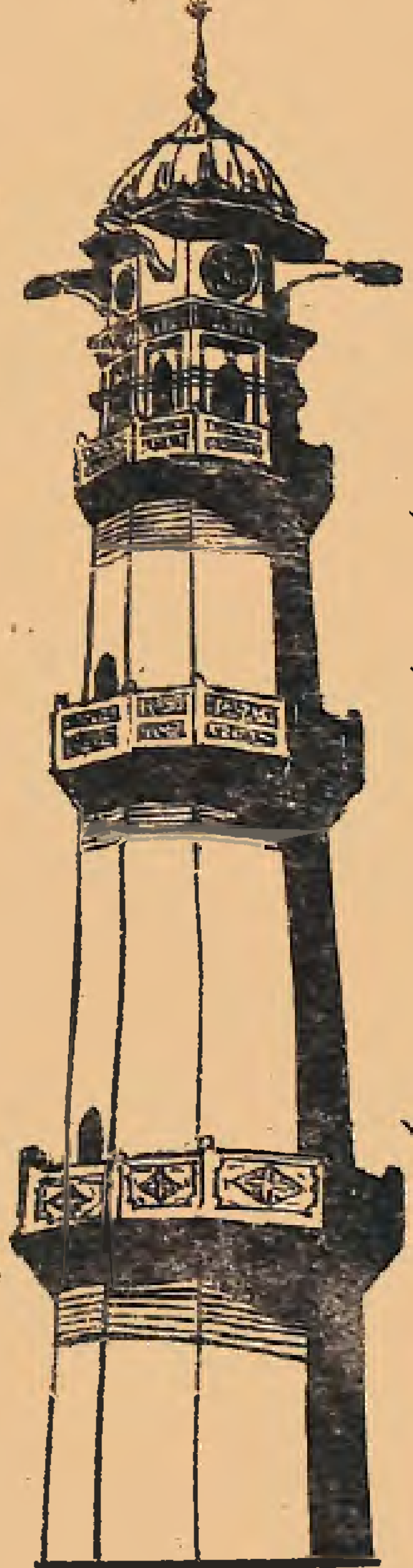

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا اٹھترواں ۷۸

عظیم الشان جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح ۱۳۴۸ ہش
دسمبر ۱۹۶۹ء
بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ

تحقیقِ حق اور تعلیمِ اسلام و صداقتِ احمدیت معلوم کرنے کا

بہترین و نادر موقعہ

پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر

(مقامِ اجتماع)

محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے ودوان خطاب فرمائیںگے

۱۔ خالق و مخلوق کے درمیان باہمی رشتہ۔	۶۔ ذکرِ حبیب۔ اخلاقی پہلو۔ شفقت کا پہلو۔ روحانی پہلو۔ جذبہ ہمدردی خدام کا خیال	۱۱۔ موجودہ عالمی بے چینی کا حل اسلام میں۔
۲۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضور کے معاہدات کن حالات میں کئے اور کس طرح نبھایا)	۷۔ موجودہ زمانہ کے متعلق اسلام کی پیشگوئیاں۔	۱۲۔ اسلام مجھے کیوں پیارا ہے؟
۳۔ شہری زندگی پر امن طور پر بسر کرنے کے متعلق آنحضرت صلعم کی تعلیم	۸۔ امام وقت کی ضرورت اور اس کا کام۔	۱۳۔ احمدیت کا فیضان اور قبولیتِ دعا کے اثرات۔
۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (غیروں کے ساتھ آپ کا حسن سلوک)	۹۔ اسلام کی تبلیغ اور جماعت احمدیہ۔	۱۴۔ حضرت گورو نانک رح کی عظیم شخصیت اور اسلام۔
۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں۔	۱۰۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہجرت اور قبر ہندوستان میں۔	۱۵۔ مالی قربانیاں اور ہماری ذمہ داریاں۔

نوٹ:- (۱) پاکستان سے بھی زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے۔ (۲) جلسہ کے دوران میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۳) ہمارا جلسہ سالانہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے اس تقریب کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔ (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں سنا جائیگا البتہ درمیانی دن عورتوں کا الگ پروگرام ہوگا۔

خاکسار: مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)